الفضل بیدِ اللّٰہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

الفضل قادیان

روزنامہ

DAILY QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

ترسیل زر بنام منیجر روزنامہ الفضل ہو

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
سہ ماہی ۴ روپے ۱۲ آنے
ماہانہ ۱ روپیہ

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ بیرون ہند ۱۸ روپے

نمبر ۶	مطابق ۷ جولائی ۱۹۳۶ء	یوم سہ شنبہ	مورخہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ	جلد ۲۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ جولائی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت بدستور ناساز ہے۔ احباب درد دل سے دعائے صحت فرمائیں ۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ۔

صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب بی اے کی بخیر و عافیت واپسی کی خوشی میں آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے بہت سے خدام کو دعوت طعام دی ۔

صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی ولایت سے تشریف آوری

مقامی جماعت کی طرف سے پُرخلوص استقبال

قادیان ۵ جولائی۔ کل ۴ جولائی صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ابن حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۲ بجے کی گاڑی سے ولایت سے تشریف لائے۔ جہاں آپ علمی ترقی کے لئے ۶ ستمبر ۱۹۳۴ء کو تشریف لے گئے تھے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صبح سویرے ہی بذریعہ موٹر امرتسر تشریف لے گئے تھے۔ خیال تھا۔ کہ صبح ۹ بجے تک جناب میاں صاحب بذریعہ موٹر قادیان پہونچ جائیں گے اس لئے ۹ بجے اکثر احباب باوجود بارش کے قصبہ سے باہر سڑک پر جمع ہو گئے۔ لیکن دس بجے کے قریب بذریعہ تار اطلاع پہونچی۔ کہ بوجہ بارش گاڑی پر تشریف لائینگے۔ اس پر احباب واپس آگئے۔ اور پھر گیارہ بجے سے ہی سٹیشن پر جوق در جوق جمع ہونے شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ گاڑی پہنچنے تک بہت بڑا مجمع ہو گیا۔ مقامی نیشنل لیگ کے والنٹیرز تقریباً تین صد باوردی حاضر تھے۔ گاڑی جب سٹیشن پر پہونچی۔ تو نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے گئے۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نعرہ ہائے مسرت کے دوران میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے ہمراہ گاڑی سے اترے چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب بھی اسی گاڑی سے اپنے سیلون میں تشریف لائے۔ صاحبزادہ صاحب جب پلیٹ فارم پر اترے۔ تو بہت سے احباب نے انہیں ہار پہنائے۔ پلیٹ فارم پر انہوں نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور ناظر صاحبان سے مصافحہ کیا۔ اور پھر باہر تشریف لائے جہاں سب سے آپ نے مصافحہ کیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک پلیٹ فارم پر ٹہلتے رہے۔ جب تک کہ تمام دوستوں نے مصافحہ نہ کر لیا۔ کئی ہندو اور سکھ معززین بھی آئے ہوئے تھے۔ جنہوں نے ملاقات کی۔ پھر آپ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے ہمراہ موٹر پر سوار ہو کر مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ جہاں ظہر کی نماز ادا کی پھر مزار حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دعا کرنے کے بعد گھر تشریف لے گئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے صاحبزادہ صاحب موصوف کی صحت اچھی ہے ۔

صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کا بمبئی میں ورود

جماعت احمدیہ بمبئی کو بذریعہ اخبار الفضل چونکہ یہ اطلاع پہونچ چکی تھی۔ کہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب لنڈن سے واپس ہندوستان تشریف لا رہے ہیں اور کہ جماعت احمدیہ بمبئی کو اپنے محبوب مہمان کے دیکھنے کا سب سے اول شرف حاصل ہوگا۔ اس لئے احباب جماعت نے ۲ جولائی کو فوراً استقبال کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جن کا سہرا ہمارے معزز امیر جناب سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب اور جناب مولوی محمد یار صاحب عارف مبلغ کے سر ہے۔ دونوں صاحبان وقتِ مقررہ سے پہلے ہی Ballad Pier پر مع باقی احباب پہونچ گئے۔ جب جہاز پہونچا۔ تو جماعت کی طرف سے مولوی محمد یار صاحب استقبال کے لئے جہاز پر گئے۔ اور میاں صاحب موصوف کے ساتھ باہر تشریف لاتے۔ دوستوں نے میاں صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ اور موٹروں میں بیٹھ کر تمام احباب دفتر انجمن احمدیہ میں پہونچے۔ عارف صاحب نے تمام دوستوں کا آپ سے تعارف کرایا۔ پھر کھانا کھانے کے بعد ایک مختصر سی تقریر میں امیر جماعت احمدیہ نے میاں صاحب موصوف کو جماعت کی طرف سے خوش آمدید کہتے ہوئے کہا۔ جو شان آپ کی ہے۔ اور جو محبت ہمارے دلوں میں آپ کی ذات سے ہے۔ وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ اس کے بعد عارف صاحب نے جماعت احمدیہ کے دلی جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا۔

آپ عام مہمانوں کی سی حیثیت نہیں رکھتے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانوں میں سے ایک نشان ہیں۔ اس لئے آپ سے ملاقات کر کے ہمیں بے حد مسرت حاصل ہوئی ہے۔ اور درخواست کی۔ کہ یورپ کے حالات کا ملاحظہ کرنے پر جو اثر آپ پر ہوا ہے اس کا کچھ ذکر فرمائیں۔

اس کے بعد صاحبزادہ موصوف نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ جس اخلاص اور محبت کا مظاہرہ جماعت نے کیا ہے۔ اس کا میرے دل پر گہرا اثر ہے۔ نیز فرمایا۔ دُنیا مذہب سے برگشتہ ہو چکی ہے۔ اور روحانی علاج کے لئے بے تاب ہے۔ مجھے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے انہی حالات کا مشاہدہ کرنے کے لئے یورپ بھیجا تھا۔ میرے وہاں جانے کی اصل غرض ظاہری تعلیم پانا نہیں۔ میں انگلستان کے علاوہ جرمنی۔ ہالینڈ۔ فرانس وغیرہ کے سفر کرنے کے بعد اب حق الیقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ آئندہ جو قوم ترقی کر سکتی ہے۔ وہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔ اور ہمیں مجنونانہ رنگ میں رات دن تبلیغ میں مشغول رہنا چاہیئے۔ بعد ازاں تمام احباب سمیت آپ نے دُعا فرمائی۔ اور مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد بذریعہ موٹر سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ پلیٹ فارم پر پھر آپ نے احباب کی معیت میں دعا کی۔ اور ۸½ بجے فرانٹیر میل سے قادیان روانہ ہو گئے ؎ (نامہ نگار)

شکریۂ احباب

جن احباب نے ڈسکہ کھاد نہ کے متعلق بذریعہ تار یا خطوط ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ چونکہ فرداً فرداً ان کو جواب لکھنا مشکل ہے۔ اس لئے بذریعہ اخبار الفضل ان کی ہمدردی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں۔ کہ احباب دعا کریں۔ خدا تعالےٰ ڈسکہ کے احمدیوں کے اس ابتلاء کو انکے لئے دینی اور دنیوی رنگ میں نیک نتائج کا موجب بنائے۔

(خاکسار ظفر اللہ خاں)

عربی میں تقریریں

جمعیۃ الناطقین بالعربیہ کے ہفتہ وار اجلاس میں گذشتہ جمعہ کو جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب اور مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری۔ خیر الدین محمود دمشقی اور مولوی ظفر محمد صاحب نے عربی میں تقاریر کیں ؎

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۳۰ جون سے ۵ جولائی ۱۹۳۶ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخلِ احمدیت ہوئے۔

نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام
۱	عطاء الرحمٰن صاحب	افریقہ	۱۰	مسماۃ بھاگ بھری صاحبہ	ضلع گورداسپور
۲	اہلیہ صاحبہ عبدالواحد صاحب	ضلع ڈیرہ غازیخاں	۱۱	مسماۃ طالبان صاحبہ	" "
۳	ایک صاحب	کلکتہ	۱۲	مسماۃ کرم النساء صاحبہ	" "
۴	چودھری بھنگا صاحب	سندھ	۱۳	" خیراں صاحبہ	" "
۵	امجد علی صاحب	بنگال	۱۴	" غلام فاطمہ صاحبہ	" "
۶	خدا بخش صاحب	ضلع گورداسپور	۱۵	" برکتے صاحبہ	" "
۷	مسماۃ نتھو صاحبہ	" "	۱۶	" عائشہ بی بی صاحبہ	" "
۸	چوہدری غلام احمد صاحب	" "	۱۷	" مالاں صاحبہ	" "
۹	چوہدری فتح الدین صاحب	" "	۱۸	چودھری فیروز الدین صاحب	" "

ریلوے سٹیشن قادیان

محکمہ ریلوے نے ابتداء میں قادیان سٹیشن کا نام "قادیان پنجاب" رکھا تھا۔ لیکن جب اس کی غیر موزونیت کی طرف توجہ دلائی گئی۔ تو "قادیان مغلاں" کر دیا۔ مگر خدا تعالےٰ کے فضل سے چار دانگ عالم میں قادیان کو جو شہرت حاصل ہو چکی ہے۔ اور دور دراز کے لوگوں نے قادیان سے جو وابستگی اختیار کر لی ہے۔ اس کے پیش نظر "قادیان مغلاں" کچھ موزون نام نہ تھا۔ اس لئے ہماری خواہش تھی کہ اس کو بدل کر صرف قادیان رکھا جائے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ یکم جولائی سے حکام ریلوے نے ہماری درخواست پر سٹیشن کا نام صرف قادیان منظور کر لیا ہے۔ اور آئندہ ریلوے کے کاغذات اور ٹکٹوں پر صرف قادیان لکھا جائے گا۔ اس کے لئے ہم متعلقہ ریلوے حکام کا شکریہ ادا کرتے ہیں ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ

اس وقت ہندوستان میں کون حکومت کر رہا ہے؟

اخبار "پرتاپ" (یکم جولائی) نے یہ انکشاف کر کے ہر اس شخص کو حیرت اور ستعجاب میں ڈالنے کی کوشش کی ہے جس تک اس کی آواز پہونچ سکے۔ کہ اس وقت ہندوستان میں عملی طور پر نہ تو ہز ایکسی لنسی لارڈ لنلتھگو وائسرائے ہند کی حکومت ہے۔ نہ سر ہربرٹ ایمرسن گورنر پنجاب کی۔ گویا اس کے نزدیک گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ پنجاب معطل ہو چکی ہیں۔ ان کی بجائے صرف ایک شخص حکومت کر رہا ہے۔ جس کا نام سر فضل حسین ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"ہمارا حاکم کون ہے؟ بظاہر یہ ایک آسان سوال ہے۔ جس کا جواب ایک معمولی عقل کا انسان بھی دے سکتا ہے اگر ہم بازار میں جا کر کسی سے پوچھیں۔ کہ ہمارا حاکم کون ہے۔ تو کوئی شخص جواب دے گا۔ لارڈ لنلتھگو کوئی کہے گا۔ سر ہربرٹ ایمرسن۔ کوئی کہیگا گورنمنٹ آف انڈیا۔ اور کوئی کہے گا پنجاب گورنمنٹ۔ اس میں شک نہیں۔ کہ آئینی طور پر ہم پر یہی لوگ حکومت کر رہے ہیں۔ اور یہ سب ایک دوسرے سے اس طرح وابستہ ہیں۔ کہ ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا مشکل ہے۔ اس لئے ہمیں سوال کے جو جوابات ملتے ہیں۔ انہیں منظور کرنا ہوگا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر ہم اس معمولی سوال پر سنجیدگی سے غور کریں۔ تو اس کا جواب ہمیں بالکل مختلف ملے گا۔ اور ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس وقت ہم پر صرف ایک شخص حکومت کر رہا ہے۔ اور اس کا نام ہے۔ میاں سر فضل حسین"

"پرتاپ" نے اس عجیب و غریب دعوے کو بے دلیل نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ بزعم خود مکمل ثبوت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"میاں صاحب خود پنجاب کے وزیر تعلیم ہیں۔ ان کی پارٹی کا ایک اور سرکردہ رکن نواب مظفر خاں اس وقت پنجاب کے ریونیو ممبر ہیں۔ یہ دونوں شخص مل کر بہت حد تک پنجاب کی حکومت اپنے خیال کے مطابق چلا سکتے ہیں۔ یہ درست ہے۔ کہ نواب مظفر خاں سر سکندر حیات کی پارٹی کے ہیں۔ لیکن چونکہ اس وقت سر سکندر میاں صاحب کی اطاعت منظور کر چکے ہیں۔ اس لئے ان کی پارٹی کے تقریباً تمام رکن میاں فضل حسین کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ یہ دونوں پارٹیاں مل کر پنجاب پالیٹکس پر کافی نمایاں اثر ڈال سکتی ہیں۔ پنجاب سے باہر نکل کر یو۔ پی میں نواب محمد یوسف جو وہاں کے ایک وزیر ہیں۔ اور نواب چھتاری جو وہاں کے سابق گورنر ہیں۔ میاں صاحب کے ساتھ ہیں۔ لیکن شاید یو۔ پی میں میاں صاحب زیادہ کامیاب نہ ہو سکیں۔ ان کی کامیابی کا راز ایک اور جگہ پنہاں ہے۔ اور وہ جگہ ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا کامرس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ ہند کے کامرس ممبر سر ظفر اللہ میاں صاحب کے لفٹننٹ ہیں۔ ان کا تقرر میاں صاحب کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ وہ میاں صاحب کی خواہش کے خلاف کبھی نہیں جا سکتے۔ گو میاں صاحب خود گورنمنٹ آف انڈیا سے نکل آئے ہیں وہ اپنا نمائندہ وہاں چھوڑ آئے ہیں۔ جو ان کی پالیسی پر عمل کر رہا ہے۔ اس طرح جہاں میاں فضل حسین پنجاب گورنمنٹ پر خود اپنا اثر ڈال سکیں گے۔ وہاں گورنمنٹ آف انڈیا میں بھی ان کا سکہ چلتا رہے گا۔ اب ذرا اس سے آگے چلئے۔ ریزرو بنک کا ڈپٹی گورنر اس وقت کون ہے۔ وہ شخص جس نے اپنے ہتھیار میاں فضل حسین کے آگے ڈال دیئے ہیں۔ میرا مطلب سر سکندر حیات خاں سے ہے وہ آج کل سر فضل حسین پر فدا ہو رہے ہیں ان کی خاطر انہوں نے اپنی پارٹی بھی توڑ دی ہے۔ اگر میاں صاحب انہیں کسی خاص پالیسی پر عمل کرنے کو کہیں۔ تو سر سکندر اس سے انکار نہ کریں گے"

یہ تو ہوا ہندوستان کے متعلق۔ اب ذرا اس سے باہر چلئے۔ ہمارے ملک سے باہر دو ہی اہم عہدے ہیں۔ جن کا تعلق ہندوستان سے ہے۔ ایک وزیر ہند کا عہدہ اور دوسرا ہائی کمشنر کا۔ وزیر ہند ابھی تک کوئی ہندوستانی مقرر نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہوتا تو شائد میاں صاحب خود اس عہدہ پر چھاپہ مارنے کی کوشش کرتے۔ تاکہ لندن میں بیٹھ کر سارے ہندوستان پر حکومت کریں موجودہ حالت میں یہ ممکن نہیں۔ وزیر ہند کے بعد دوسرا ضروری عہدہ ہائی کمشنر کا ہے میاں صاحب نے اس پر بھی قبضہ جما لیا ہے وہ خود وہاں نہیں جا سکے۔ انہوں نے اپنے ایک لفٹننٹ سر فیروز خان نون کو وہاں بھجوا دیا ہے۔ سر فیروز کے تقرر کے ساتھ یہ سارا جال ایک طرح سے پورا ہو جاتا ہے۔ لندن میں ہائی کمشنر سر فیروز خاں نون، ہندوستان میں ریزرو بنک کے ڈپٹی گورنر سر سکندر حیات خاں گورنمنٹ آف انڈیا میں کامرس ممبر سر ظفر اللہ خاں پنجاب میں ریونیو ممبر نواب مظفر خاں اور ان سب کی باگ ڈور صرف ایک شخص کے ہاتھ میں جو لاہور میں ۳۹۔ ایمپریس روڈ میں بیٹھا ان سب کو راستہ دکھا رہا ہے۔ لنڈن سے لے کر پنجاب تک اگر حکومت کے تمام بڑے بڑے عہدوں کو کسی نے سنبھالا ہوا ہے تو وہ سب میاں فضل حسین کے چیلے ہیں۔ اس کے بعد بھی کیا کسی کو اس بات میں شک ہے کہ میاں فضل حسین ہم پر حکومت نہیں کر رہے ہیں"

قطع نظر اس سے کہ یہ جو کچھ کہا گیا ہے اس سے "پرتاپ" کا دعوٰے درست ثابت ہوتا ہے۔ یا نہیں۔ سوال یہ ہے۔ کہ جب ہندوستان اور پنجاب پر ایک ایسا شخص حکومت کر رہا ہے جو غیر ملکی نہیں۔ بلکہ ہندوستانی ہے۔ اور اس نے اپنی قابلیت اور تدبر سے ایک ایسا نظام قائم کر لیا ہے۔ جس کی وجہ سے بدیشی حکومت معطل ہو کر رہ گئی ہے۔ تو یہ ان لوگوں کے لئے خوشی اور مسرت کا مقام ہونا چاہیئے۔ جو "سوراجیہ ہمارا پیدائشی حق ہے" کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔ نہ کہ واویلا شروع کر دینا چاہیئے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ حکومت کے ہر ادارہ پر عرصہ سے قابض چلے آنے کی وجہ سے ہندو اس قدر نازک مزاج ہو گئے ہیں کہ کسی باعزت عہدہ پر کسی مسلمان کو دیکھ کر اور خاص کر ایسے مسلمان کو دیکھ کر جو اتنی قابلیت اور اتنی ہمت رکھتا ہو۔ کہ ہندوؤں کے شور و شر سے ڈر کر مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی گوارا نہ کر سکے۔ بلکہ ان کے حقوق کی حفاظت کے لئے سینہ سپر رہے تلملا اٹھتے ہیں۔ اور موقعہ بے موقعہ اس کے خلاف نیش زنی کرتے رہتے ہیں۔ آج کل سر فضل حسین۔ اور ان کی پارٹی کی جو مخالفت کی جا رہی ہے اس میں یہی راز پنہاں ہے۔ اور اسی وجہ سے ہندو احرار کی فتنہ پردازیوں اور شرارتوں میں انہیں ہر قسم کی امداد دے رہے ہیں۔ ورنہ سر فضل حسین نے ان کا کیا بگاڑا ہے۔ اور احرار نے ان پر کونسی عنایت کی ہے۔ چونکہ سر فضل حسین صاحب قوم اور وطن کی خدمت کرنے کی قابلیت اور اخلاص رکھتے ہیں۔ اور احرار کے حصہ میں قوم و ملت سے غداری آئی ہے۔ اس لئے تنگ دل اور کوتاہ اندیش ہندو احرار کے حامی اور سر فضل حسین اور ان کی سیاسی پارٹی کے دشمن بنے ہوئے ہیں ورنہ اگر ان میں ملک اور وطن کی ہمدردی کا ذرہ بھی پایا جاتا۔ تو انہیں ایک طرف تو سر فضل حسین کی قابلیت اور سیاست دانی کی داد دینی چاہیئے تھی۔ اور دوسری طرف ان کی پارٹی میں شامل ہو کر اس نظام کو زیادہ طاقتور اور وسیع بنانا چاہیئے تھا۔ جس کی نسبت ہندوؤں کا خیال ہے کہ حکومت انگریزوں کے قبضہ سے نکل کر ہندوستانیوں کے ہاتھ میں آ رہی ہے۔ کیونکہ سر فضل حسین نے جو سیاسی پارٹی ترتیب دی ہے۔ اس میں شمولیت کے لئے اسی طرح ہندوؤں اور سکھوں کو بھی دعوت دی ہے جس طرح مسلمانوں کو۔ اس طرح اس حکمرانی میں ہندو بھی آسانی شامل ہو جائینگے۔ جو بقول "پرتاپ" سر فضل حسین اور ان کی پارٹی

احمدیت کے خلاف مولنا ابوالکلام آزاد کا حیرت انگیز بیان

"ہمارا اعتقاد ہے کہ اب نہ کوئی بروزی مسیح آنیوالا ہے نہ حقیقی"

۳

نزول مسیح سے انکار

"مولنا" ابوالکلام آزاد نے اپنے خطوط میں ایک اور بات جس کا ذکر کیا ہے۔ یہ ہے کہ نزول مسیح کا مسئلہ اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ دینِ اسلام کامل ہو چکا ہے۔ اور اب نہ کوئی بروزی مسیح آنے والا ہے نہ حقیقی۔ ان کا خیال ہے۔ کہ اگر یہ مسئلہ درست ہوتا۔ اور اگر کسی زمانہ میں مسلمانوں کی نجات اور سعادت اس امر پر موقوف ہوتی۔ کہ وہ مسیح موعود کو مانیں۔ تو ضروری تھا۔ کہ قرآنِ مجید اُسے صاف صاف بیان کر دیتا۔ لیکن ان کے خیال میں قرآن مجید میں اس قسم کی کوئی تصریح موجود نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

"باقی رہا نزول مسیح کا معاملہ۔ تو یہ ایک نہایت اہم معاملہ ہے۔ اور اگر کسی زمانہ میں مسلمانوں کی نجات و سعادت اس پر موقوف رہنے والی تھی۔ تو ضروری تھا۔ کہ قرآن صاف صاف اسے بیان کر دیتا۔ اسی طرح جس طرح اس نے تمام مہماتِ دینیہ و اعتقادیہ بیان کر دی ہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہے۔ کہ قرآن میں کوئی تصریح موجود نہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم اس کے اعتقاد پر مجبور ہوں ہمارا اعتقاد ہے۔ کہ اب نہ کوئی بروزی مسیح آنے والا ہے نہ حقیقی۔ قرآن آچکا ہے اور دین کامل ہو چکا۔"

یہ الفاظ مولنا کے دوسرے مکتوب سے ماخوذ ہیں۔ یہی بات انہوں نے پہلے مکتوب میں بھی بایں الفاظ لکھی ہے:۔ غور کیجئے۔ اگر ایک زمانہ میں مسلمانوں کے لئے کسی نئے ظہور پر ایمان لانا ضروری تھا۔ تو کیا ضروری نہ تھا۔ کہ قرآن اس کا صاف و صریح حکم دیتا۔ کم از کم اتنی صراحت کے ساتھ جتنی صراحت کے ساتھ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اور آتُوا الزَّکٰوۃَ کا حکم دیا گیا ہے۔ اچھا قرآن کی ایک ایک آیت دیکھ جایئے۔ کہیں آپ کو یہ حکم ملتا ہے کہ ایک زمانہ میں کوئی نیا نبی یا مسیح یا مجدد یا محدث مبعوث ہوگا۔ اور مسلمانوں کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ اسے پہچانیں اور اس پر ایمان لائیں۔ اگر کوئی حکم ایسا نہیں ملتا۔ تو پھر آپ پر کونسی مصیبت آپڑی ہے۔ کہ بیٹھے بٹھائے اس جھگڑے میں پڑیں۔ اور ایک نئے ایمان اور نئی شرطِ نجات کی سراغ میں نکلیں۔"

"مولنا" آزاد کے یہ خطوط کے اقتباسات ان کے اس خیال کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ کہ آخری زمانہ میں مسیح و مہدی کے مبعوث ہونے کا عقیدہ کلیۃً باطل اور بے حقیقت ہے۔ کیوں۔ اس لئے کہ اگر یہ خیال درست ہوتا۔ تو قرآنِ مجید میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کی صراحت کی جاتی۔

ہم قبل ازیں ثابت کر چکے ہیں۔ کہ قرآن مجید پر تمام اسلامی احکام و اوامر اور اس کی پیشگوئیوں اور تعلیم کا انحصار رکھنا اور احادیث کے بیانات کو نظر انداز کر دینا اپنے ہاتھوں اسلامی تعمیر کو نامکمل رکھنا اور ان احکام شریعت کو جو مسلمان بجالاتے ہیں۔ نعوذ باللہ اوہام اور ظنونِ فاسدہ کا مجموعہ قرار دینا ہے۔ پس مولانا آزاد اپنا سوال جس بنا پر قائم کر رہے ہیں۔ جب وہی ہزاروں اعتراضات کی آماجگاہ ہے۔ تو وہ خود ہی غور فرمائیں۔ اس بناء پر تعمیر کردہ خیالات کی عمارت کس قدر مضبوط ہو سکتی ہے۔

مولنا آزاد کے سابقہ خیالات

لیکن اس امر کو نظر انداز کرتے ہوئے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کسی زمانہ میں مولنا خود مہدیٔ آخرالزمان کی آمد کی پیشگوئیوں کو تسلیم کر چکے اور اس امر کا اظہار کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کی نگاہیں مہدیٔ آخرالزمان کی طرف ہی بار بار اٹھتی ہیں۔ جس کے آنے کا ذکر آثار میں ہے۔ تو ہمیں رہ رہ کر اس بات پر تعجب آتا ہے۔ کہ اب مولنا کو کیا ہو گیا۔ کہ وہ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ کے مصداق بنکر اپنے تمام سابقہ خیالات پر پانی پھیر رہے ہیں اور انہیں بیک جنبش قلم مردود قرار دے رہے ہیں۔

"تذکرہ" جو مولنا کی مشہور کتاب ہے۔ اس میں جہاں انہوں نے مجددین کی بعثت کا بالصراحت ذکر کیا ہے۔ وہاں مہدیٔ آخرالزمان کے متعلق بھی ضمناً بعض خیالات کا اظہار کر گئے ہیں۔ جنہیں قارئین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ آپ اس کتاب کے صفحہ ۴۰ پر سید محمد صاحب جونپوری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میرا خیال یہ ہے۔ کہ سید محمد اپنے اس دعویٰ میں سچے تھے۔ کہ مہدی ہیں۔ اور ملک کی جو حالت اس وقت ہو رہی تھی۔ وہ یقیناً ایک مہدی کے ظہور کی مقتضی و منتظر تھی۔ نہ کہ ایک مضل و دجال کی۔ البتہ غلطی یہ ہوئی۔ کہ لفظ مہدی کو انہوں نے مہدیٔ آخرالزمان سمجھ لیا۔ کیونکہ شہرت و انتظار عام طور پر اسی مہدی کی نسبت ہے۔ اور جب لفظ مہدی بولا جاتا ہے۔ تو سب سے پہلے ذہن اسی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اور یہ رائے بھی اس صورت میں ہے۔ جبکہ خود ان کی نسبت مہدیٔ آخرالزمان ہونے کا مدعی ہونا قطعی طور پر ثابت ہو جائے ورنہ بہت ممکن ہے۔ کہ ان کے قلب پر جو وارد گذرا ہو۔ وہ صرف یہ ہو۔ کہ اَنْتَ الْمَهْدِیُّ اسی کا انہوں نے اظہار کیا ہو۔ اور معتقدین نے شہرتِ عام کی بناء پر مہدیٔ آخرالزمان سمجھکر تمام علائم و آثار مرویہ کو ان پر چسپاں کرنا شروع کر دیا ہو۔"

یہ الفاظ جو "مولانا" آزاد کے زورِ قلم کے شرمندۂ احسان ہیں۔ بتاتے ہیں۔ کہ

اوّل۔ امتِ محمدیہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد وقتاً فوقتاً ایسے لوگ مبعوث ہو سکتے ہیں۔ جو لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھائیں۔ دین کی تجدید کریں۔ اور خلق خدا میں "مہدی" کا لقب پائیں۔ یہ عقیدہ صاف طور پر ان کے اس عقیدہ کے خلاف ہے۔ جس کا اظہار انہوں نے حال میں ان افسوسناک الفاظ میں کیا ہے۔ کہ "ہم نہیں جانتے۔ مجدد کیا بلا ہوتی ہے۔"

دوم:۔ یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب زمانہ میں فسق و فجور پھیل چکا ہو۔ گمراہی کا دور دورہ ہو۔ شیطانی حکومت کا گویا پر غلبہ ہو۔ اور نیکی معدوم ہو چکی ہو۔ تو ایسا زمانہ یقیناً ایک مہدی کے ظہور کا مقتضی و منتظر ہوتا ہے۔ نہ کہ ایک مضل اور دجال کے ظہور کا۔

سوم:۔ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وُہ مہدیٔ آخرالزمان کی آمد کو مشہور خبر قرار دیتے۔ اور یہ بات تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اس کے متعلق بہت سی احادیث اور روایات مروی ہیں۔ چنانچہ ان کے یہ الفاظ کہ "معتقدین نے شہرتِ عام کی بناء پر مہدیٔ آخرالزمان سمجھکر تمام علائم و آثار مرویہ کو ان پر چسپاں کرنا شروع کر دیا ہو" اس کا کھلا ثبوت ہیں۔

ایک اہم سوال

اب سوال یہ ہے۔ کہ جب وہ خود یہ تسلیم فرما چکے ہیں۔ کہ مہدیٔ آخرالزمان کے متعلق جو شہرتِ عام ہے۔ وُہ "علائم و آثار مرویہ" کی بناء پر ہے تو اب وُہ یہ کہنے میں کس طرح حق بجانب سمجھے جا سکتے ہیں۔ کہ

"اگر ایک زمانہ میں مسلمانوں کے لئے کسی نئے ظہور پر ایمان لانا ضروری تھا۔ تو کیا ضروری نہ تھا۔ کہ قرآن اس کا صاف و صریح حکم دیتا۔"

یہ مطالبہ اگر کچھ معقولیت رکھتا ہے تو "تذکرہ" کی تصنیف کے وقت کیوں ان پر منکشف نہ ہوا۔ کہ "علائم و آثار مرویہ" کوئی چیز نہیں۔ مہدیٔ آخرالزمان کے آنے کا عقیدہ بے بنیاد ہے۔ اس کے متعلق مسلمانوں میں جو شہرتِ عام ہے۔ وہ نعوذ باللہ کسی نے بے پر کی اُڑائی ہے۔ جسے نادانوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان سمجھ لیا۔ آج تو وُہ ایک متلاشیٔ حق سے بے دھڑک کہہ رہے ہیں۔ کہ:۔

"اگر آپ طالبِ حقیقت ہیں۔ تو ان جھگڑوں میں پڑیئے۔ نہ ان **خرافات** کے بارے میں سوالات کیجئے"۔

گویا نعوذ باللہ آمدِ مسیح و مہدی کا عقیدہ خرافات سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ مگر آج سے بیس برس پہلے انہوں نے اس عقیدہ کو اس قدر درست سمجھا۔ کہ سید محمد صاحب جونپوری ایسے بزرگ اور با خدا انسان کے متعلق جن کی مہدویت کا انہیں خود اقرار ہے۔ کہہ دیا۔ کہ انہوں نے غلطی سے اپنے آپ کو مہدی آخرالزمان سمجھ لیا۔ کیونکہ جب مہدی کا لفظ بولا جاتا ہے۔ تو سب سے پہلے انسانی ذہن مہدی آخر الزمان ہی کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ یہ دُنیا جہان کے تمام انسانوں کے ذہنوں کا مہدی کا لفظ سنتے ہی مہدی آخرالزمان کی طرف منتقل ہو جانا بتاتا ہے۔ کہ اس عقیدہ کی بنیاد بہت پختہ ہے۔ اور وہ بنیاد سوائے اس کے کیا ہے۔ کہ یہ پیش گوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیان فرمودہ ہے۔

اگر مہدی آخر الزمان کے آنے کی خبر بے بنیاد تھی۔ تو بقول مولانا آزاد سید محمد صاحب جونپوری ایسے خدا رسیدہ انسان کو یہ کیوں غلط فہمی ہوئی۔ کہ وُہ مہدی آخرالزمان ہیں۔ کیا مہدی ہونے کے باوجود انہیں اس بات کی اطلاع نہ ملی۔ کہ مہدی آخرالزمان کے آنے کی خبر بے بنیاد ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ سید محمد صاحب جونپوری کا بالفاظ مولانا آزاد مہدی ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے۔ کہ مہدی آخرالزمان بھی امتِ محمدیہ میں آنے والا ہے۔ کیونکہ جب پہلے زمانوں میں جبکہ مفاسد اپنے انتہائی کمال کو نہیں پہنچے تھے۔ ایک مہدی کی ضرورت اہلِ دُنیا کو ہوسکتی تھی۔ تو آج جبکہ آخری زمانہ ہے۔ اور شیطان اور رحمان کی آخری جنگ ہے۔ کیوں زمانہ کو مہدی آخرالزمان کی ضرورت نہیں:۔

تاریک زمانہ ایک مہدی کے ظہور کا مقتضی ہوتا ہے

پھر مولانا آزاد کے یہ الفاظ کہ سید محمد صاحب کے زمانہ میں "ملک کی جو حالت ہو رہی تھی۔ وُہ یقیناً ایک مہدی کے ظہور ہی کی مقتضی و منتظر تھی۔ نہ کہ ایک مضل و دجال کی" اس امر پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ کہ اُن کے اعتقاد میں جب زمانہ اپنی صلاحیت کھو کر شیطانی حملوں کا شکار ہو جائے۔ ایمان لوگوں کے قلوب سے اُٹھ جائے۔ اور کفر و شرک کا ہر طرف دَور دورہ ہو۔ تو وُہ یقیناً ایک مہدی کے ظہور کا مقتضی و منتظر ہوتا ہے نہ کہ ایک گمراہ کرنے والے دجال کا۔

اب یہ دیکھئے۔ کہ موجودہ زمانہ کی کیا حالت ہے۔ اگر آج بھی کفر و شرک ہر طرف پھیلا ہُوا ہو۔ اگر آج بھی مسلمان صرف نام کے مسلمان دکھائی دیتے ہوں۔ اگر آج بھی قرونِ اولے کے مسلمانوں کی سی رُوح ان میں نظر نہ آتی ہو۔ اگر آج بھی دین کی بے حرمتی کی جاتی ہو۔ اگر آج بھی کفر اپنے زوروں پر ہو۔ تو بالفاظ مولانا آزاد یقیناً یہ زمانہ ایک دجال اور مضل کے ظہور کا مقتضی نہیں۔ بلکہ اس بات کا مقتضی ہے۔ کہ ایک مہدی خلقِ خدا کی اصلاح کے لئے مبعوث ہو:۔

دَورِ حاضرہ کی حالت مولانا آزاد کے الفاظ میں

موجودہ زمانہ کی کپکپا دینے والی حالت کے متعلق بجائے اس کے کہ ہم کچھ کہیں۔ مولانا آزاد ہی کی رائے پیش کرتے ہیں۔ وُہ موجودہ زمانہ کی خستہ حالی۔ بے دینی۔ گمراہی اور ناپاکی پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتے اور علماء کی حالت پر ماتم کرتے ہُوئے رقمطراز ہیں:۔

"یہودیوں کی مغضوبیت۔ نصاریٰ کی ضلالت۔ مشرکین کی بُت پرستی۔ ائمۂ مضلین کی کثرت۔ دجاجلۂ فتن و دعاۃِ بدعت کا احاطہ۔ اقتدا بغیر سنت۔ اہتداء بغیر ہدی الانبیا۔ تفرق و تمذہب مثلِ یہود۔ اور غلو و اطرا مثلِ نصاریٰ۔ فتنۂ شبہاتِ یونان۔ اور فتنۂ شہواتِ عجم۔ فتنۂ تماثیل عبدۃ الاصنام اور فتنۂ قبور عاکفین کناس ان میں سے کوئی نحوست اور بلا کی ایسی نہیں ہے۔ جو مسلمانوں پر نہ چھا چکی ہو۔ اور کوئی گمراہی نہیں۔ جو اپنے کامل سے کامل اور شدید سے شدید درجہ تک اس امت میں بھی نہ پھیل چکی ہو۔ اہلِ کتاب نے گمراہی کے جتنے قدم اٹھائے تھے۔ گن گن کر مسلمانوں نے بھی وُہ سب اٹھائے حتیٰ کہ لو دخلوا حجر ضب لدخلتموہ کا وقت بھی گزر چکا۔ اور آج ہم اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہے ہیں......... ہماری جانیں اور ہماری روحیں اُس صادق مصدوق پر قربان کہ واقعی اور سچ مچ مسلمان مشرکوں سے ملحق ہو گئے۔ اور دینِ توحید کا دعوےٰ کرنے والوں نے بُت پرستی کی ساری ادائیں اور چالیں اختیار کر لیں۔ اور جس لات اور عزیٰ کی پوجا سے دُنیا کو نجات دلائی گئی تھی۔ اسی کی پوجا پھر سے شروع ہوگئی......... ہم اپنی آنکھوں سے اُن فتنوں کو کقطع اللیل المظلم سے دیکھ رہے ہیں سچ فی الحقیقت ایسا ہی ہو رہا ہے۔ کہ رات کو ایک انسان ایمان لے کر سوتا ہے۔ اور صبح نہیں ہوتی۔ مگر ایمان کھو چکتا ہے......... ہماری ہزار جانیں اور لاکھوں روحیں اُس زبانِ حق پر قربان جس نے فرمایا تھا۔ بل انتم یومئذٍ کثیر۔ تم اس وقت تعداد میں کم نہ ہوگے۔ لیکن لیقذفن فی قلوبکم الوھن۔ تمہارے دلوں میں وہن پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے کوڑے کرکٹ کی طرح بہہ جاؤ گے۔ پھر وہن کے معنے بتلائے حب الدنیا وکراھۃ الموت دنیا کی محبت اور عزت کی موت کو بُرا جاننا اور اُس سے بھاگنا۔ اس ایک لفظ میں قوموں کی موت و حیات کا سارا بھید بتلا دیا۔ اور یقیناً یہی وُہ وقت تھا۔ کہ بطن الارض خیرٌ لکم من ظھرھا۔ تمہارے لئے زمین کے اوپر سے اُس کا اندر بہتر ہوگا یعنی زمین کے اُوپر تمہارے لئے عزت اور سعادت باقی نہ رہے گی۔ اس لئے مر جانا جینے سے بہتر ہوگا۔ تو یہ بھی تو ہو چکا۔ اور اس طرح یقینی ہو چکا۔ کہ اس سے زیادہ یقین نہ تو سورج کی روشنی میں ہے اور نہ چاند کے وجود میں۔ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ زمین کے کیڑوں کے لئے زندگی میں عیش ہے اور جنگل کے درندوں کے لئے جینے میں راحت مگر ایک مسلمان کے لئے اب زمین کی پیٹھ پر کوئی خوشی باقی نہ رہی۔ الا یہ کہ اپنی ذلتوں اور رسوائیوں کا بوجھ اٹھائے اس کے نیچے چلا جائے ؎

نہ گلم نہ برگِ سبزم نہ درخت سایہ دارم
ہمہ حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا

پھر کس قدر عقل سے کورے اور بصیرت سے محروم ہیں۔ وُہ بندگانِ غفلت جو ان روائتوں کو پڑھ کر سمجھتے ہیں۔ کہ یہ کسی ایسے آنے والے زمانہ کی نسبت ہیں۔ جو قیامت سے چند برس پہلے دُنیا پر آئے گا۔ اور ابھی اس کی آمد کا ہم کو صدیوں انتظار کرنا چاہیئے.........

.... مسلمانوں کی کوئی بستی۔ اور آبادی نہیں۔ جو ان تمام پیش گوئیوں کے ظہور و نمود کا مجسم نمونہ نہ ہو۔ اور پرستش ما سوئی اللہ کی کوئی قسم ایسی نہیں۔ جو پیٹ بھر کر انہوں نے نہ کرلی ہو اور نہ کر رہے ہوں۔ نفس کو وُہ پوج چکے۔ وہم و راے کی وُہ پرستش کر چکے۔ چاندی سونے کو انہوں نے پوجا۔ انسانوں کی چوکھٹوں کی دھول انہوں نے چاٹی۔ ہر پیشوا کو ارباباً من دون اللہ انہوں نے بنایا۔ اور ہر بڑے انسان کے لئے اُن کے دل اور پیشانی نے سجدے کئے۔ وُہ شرک بھی جی بھر کر کر چکے جو اخفیٰ من دبیب النمل تھا۔ اور کھلا کھلا شرک بھی بر سرِ عام ہو چکا۔ حتےٰ کہ کفار و اعداءِ حق کی بھی پوجا ہر طرف ہوئی۔ بادشاہوں اور حکومتوں کے طواغیت بھی ہر جگہ پوجے گئے اور مٹی اور پتھر کی پوجا کی منزل بھی کب کی گزر چکی۔ فو اللہ انھم اتبعوا سنن من کان قبلھم وسلکوا سبیلھم حذو القذ و ۃ بالقذۃ والنعل بالنعل"

(تذکرہ صفحہ ۲۶۴ تا صفحہ ۲۷۰)

زمانہ کی یہ دردناک حالت جس کا نقشہ مولانا آزاد نے اپنے قلم سے کھینچا ہے۔ کون ہے جو اسے درست نہ سمجھے۔ کون ہے۔ جو ان حقائق کا انکار کر سکے۔ اسی بنا پر ہم مولانا آزاد کے الفاظ ہی اُن کے سامنے پیش کر کے گزارش کرتے ہیں۔ کہ سید محمد صاحب کے زمانہ میں جو ملک کی حالت ہو رہی تھی۔ اگر وُہ یقیناً ایک مہدی کے ظہور کی مقتضی و منتظر تھی نہ کہ ایک مضل اور دجال کی۔ تو فرمایئے کیا ہمارے زمانہ کی یہ اندوہناک حالت یہ خون کے آنسو رُلانے والی کیفیت جس کا ذکر آپ نے اپنے قلم سے کیا ہے۔ مہدی کے ظہور کی مقتضی نہیں۔

اور کیا یہ دیانت ہے۔ کہ اصلاح خلق کے لئے جو شخص اس وقت کھڑا ہو اور جس کے سوا دنیا میں اور کوئی مدعی ماموریت نہ ہو اسے مضل اور دجال کہا جائے۔ مولانا! آپ خود اقرار کر چکے ہیں۔ کہ جب زمانہ کی حالت اس درجہ نازک ہو جائے۔ تو اس وقت ضرور ایک مہدی کھڑا کیا جاتا ہے۔ پھر کیوں آپ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس زمانہ کی خستہ حالت کو دور کرنے کے لئے کوئی مہدی نہ آیا۔ بلکہ نعوذ باللہ مضل اور دجال آیا۔ کیا آپ کی اپنی تحریر میں اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ زمانہ کے فتن کا مقابلہ کرنے کے لئے مہدی آنا چاہیئے۔ پھر جب موجودہ زمانہ کے فتن گذشتہ تمام زمانوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ تو چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ آپ یہ اعلان فرماتے۔ کہ موجودہ زمانہ میں گذشتہ مہدیوں سے بہت زیادہ بلند شان رکھنے والا مہدی مبعوث ہونا چاہیئے۔ مگر افسوس کہ زمانہ کی ضرورت تسلیم کرتے ہوئے آپ کسی مہدی کے آنے سے انکار کر رہے ہیں۔ آپ کو اس امر کا تو اعتراف ہے۔ کہ اسلام دم توڑ رہا ہے ہیں۔ مگر سمجھتے ہیں۔ کہ کسی چارہ گر کی ضرورت نہیں۔

مقامِ عبرت

کیا ہی عبرت کا مقام ہے۔ کہ ایک زمانہ میں تو مولانا آزاد یہ عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ "اصل شے جو مطلوب شارع ہے۔ وہ تو صرف ایمان باللہ و بماجاء من عند اللہ ہے۔ اور دیکھنا صرف یہ ہے کہ وہ متقین میں سے ہے یا نہیں۔ متقین کی تعریف قرآن نے اپنی پہلی سورت ہی میں بتلا دی۔ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَبِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ۔ پس جو شخص ان چیزوں کا ایمان و عمل رکھتا ہے۔ وہ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ میں داخل ہے۔ خواہ کسی کو مہدی تسلیم کرے۔ خواہ دجال۔" (تذکرہ صفحہ ۴۹) مگر آج وہ جماعت احمدیہ کے متعلق محض اس وجہ سے کہ وہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مہدی آخر الزمان اور مسیح سمجھتی ہے باوجود یہ سمجھنے کے کہ وہ ارکان اسلام پر ایمان رکھتی ہے یہ فتویٰ صادر فرما رہے ہیں کہ وہ "حق و صواب پر نہیں۔" ؎

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

تمام دنیا کو بتادو کہ عدالت عالیہ لاہور نے مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کو کس طرح رد کیا

صدر آل انڈیا نیشنل لیگ کا اعلان

میں یہ اعلان کرنے میں حقیقی مسرت محسوس کرتا ہوں۔ کہ قادیان کی نیشنل لیگ نے میری آواز پر سب سے اول لبیک کہتے ہوئے دس ہزار کی تعداد میں مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم کے فیصلہ کو تقسیم کرنے کے لئے پیش کیا ہے۔ اور امروز فردا میں قیمت بھجدیں گے۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے فرستادہ کے مقدس مقام میں رہنے کی وجہ سے اس لیگ کی ذمہ واریاں بہت بڑھی ہوئی ہیں۔ اور ہم اس کے افراد سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ ہر کام میں صف اول میں دکھائی دیں۔ اور یہ امر واقعہ بھی ہے۔ کہ یہ لیگ ہمیشہ کوشش کرتی ہے۔ کہ اپنے فرائض ادا کرے۔ لیکن مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم کے فیصلہ کی اشاعت کا دائرہ بہت وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ فیصلہ ہر اس جگہ پہنچانا ہے۔ جہاں مسٹر کھوسلہ کا رسوائے عالم فیصلہ پہونچایا گیا۔ اور ضرورت ہے۔ کہ لاکھوں کی تعداد میں اسے شائع کیا جائے۔ اور پورے زور کے ساتھ اس کی اشاعت کی جائے۔ یہ معاملہ ایسا ہے۔ کہ میں قوی امید رکھتا ہوں۔ کہ تمام نیشنل لیگیں کوشش کریں گی۔ کہ ایک دوسری سے بڑھ جائیں اور جماعتیں بھی پورے جوش کے ساتھ اس میں شریک ہوں گی

نیشنل لیگوں میں عام بیداری ہے۔ اور وہ اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہیں جماعتوں کی طرف سے بھی آرڈر آنے شروع ہو گئے ہیں۔ کہ انہیں مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم کے فیصلہ کی کاپیاں بھیجی جائیں۔ ان حالات میں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں نیشنل لیگوں اور تمام جماعتوں میں عام تحریک کروں۔ کہ وہ مجھے مطلع کریں۔ کہ کس تعداد میں یہ فیصلہ منگوانا چاہتی ہیں۔ جب تک مسٹر کھوسلہ کا فیصلہ قائم ہے۔ "ہم اطمینان کی نیند نہیں سو سکتے"۔ خدا جانتا ہے۔ کہ ہمارے قلوب اس فیصلہ سے کس قدر مجروح ہیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک فرد بیتاب ہے۔ کہ وہ پیارے مسیح موعود علیہ السلام کی عزت کی حفاظت کے لئے ہر چیز قربان کر دے۔ ان حالات میں ہمارا اولین قدم یہ ہے۔ کہ دُنیا پر یہ ظاہر کر دیں۔ کہ پنجاب کی سب سے بڑی عدالت مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کے متعلق کیا خیال کرتی ہے۔ تاکہ لوگوں کو یہ سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔ کہ یہ ظلم عظیم جو ہم پر روا رکھا گیا۔ اس بارے میں حکومت پنجاب نے اپنے فرض کو نہیں پہچانا۔ بلکہ مجرمانہ غفلت کی مرتکب ہوئی ہے۔ اور ایسے جذبات سے متاثر ہے۔ جو برطانوی عدل و انصاف کی توقیر کو کم کرنے والے ہیں۔

میں تمام لیگوں کو علی الخصوص اور تمام جماعتوں کو بالعموم ان کے فرض کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ ہم انتہائی کوشش کریں گے۔ کہ کم سے کم خرچ ہو۔ اور لاگت پر فیصلہ کی کاپیاں مہیا کی جائیں۔ احباب وقت کی نزاکت کو سمجھیں۔ اور اپنے فرائض کی طرف متوجہ ہوں۔ اس بارہ میں آرڈر مجھے نہ بھیجے جائیں۔ بلکہ ملک خدا بخش صاحب سیکرٹری آل انڈیا نیشنل لیگ کشمیر بلڈنگس میکلوڈ روڈ لاہور کے نام آنے چاہئیں۔

(بشیر احمد عفا اللہ عنہ۔ صدر آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور)

سیرۃ المہدی حصہ اوّل کے متعلق ضروری اعلان

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے قلم سے)

ابتداء میں جبکہ سیرۃ المہدی حصہ اول پہلی دفعہ شائع ہوئی۔ تو اس کی بعض روایات کے متعلق بعض احباب کی طرف سے تشریح و توضیح کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اور بعض مخالفین سلسلہ کی طرف سے بھی نکتہ چینی ہوئی تھی۔ اس نکتہ چینی کے پیش نظر میں نے سیرۃ المہدی حصہ دوم کی تصنیف کے وقت اس میں بعض تشریحی نوٹ زیادہ کر دیئے تھے۔ لیکن پھر بھی کچھ حصہ ایسا باقی رہ گیا۔ جو مزید تشریح کا محتاج تھا۔ اس حصہ کو میں نے اب سیرۃ المہدی حصہ اول کی طبع دوم میں جو اب گذشتہ سالانہ جلسہ پر شائع ہوئی ہے۔ اپنی طرف سے واضح کر دیا ہے۔ یعنی جو جو حصے میری رائے میں تشریح اور وضاحت چاہتے تھے۔ انہیں تشریحی نوٹوں کے رنگ میں واضح کر دیا گیا ہے۔

جیسا کہ میں نے طبع اول کے وقت کتاب کے شروع میں لکھا تھا۔ میں روایات کی صحت کا اس رنگ میں مدعی نہیں ہوں۔ کہ ہر روایت ہر صورت میں اور اپنی پوری تفصیل کے ساتھ درست اور صحیح ہے۔ جو باتیں ایک عرصہ گذر جانے کے بعد لوگوں کے سینوں سے جمع کی جاتی ہیں۔ ان میں بہرحال غلطی کا امکان ہوتا ہے۔ اور میں نے کبھی بھی یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ میری روایات کا مجموعہ اس امکان سے بالا ہے۔ ہاں میں نے اپنی طرف سے کوشش کی تھی۔ اور کرتا ہوں۔ کہ صرف ایسی روایات کو لیا جاوے۔ جو میرے خیال میں فی الجملہ درست اور صحیح ہیں۔ مگر کسی تفصیل میں فرق پڑ جانا یا کسی جزو میں غلطی لگ جانا ایک ایسا عنصر ہے۔ جو اس قسم کے مجموعہ سے کبھی بھی خارج نہیں کیا جا سکتا۔ بہرحال جو ۲۴ باتیں سیرۃ المہدی کے حصہ اول کی طبع اول میں مجھے قابل تشریح معلوم ہوئیں۔ انہیں میں نے طبع دوم میں واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ موجودہ صورت میں سیرۃ المہدی حصہ اول کا دوسرا ایڈیشن پہلے ایڈیشن کی نسبت فی الجملہ زیادہ مستند ہے۔ اگر اس میں بھی کوئی غلطی نظر آئی۔ یا کسی مزید تشریحی نوٹ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو وہ آئندہ ایڈیشن میں یا کتاب کے دوسرے حصص میں واضح کی جائیگی۔ اور میں ایسے احباب کا ممنون ہونگا جو مجھے کسی غلطی یا اغلاق کی طرف توجہ دلائیں۔

خدا تعالیٰ کی نصرت حاصل کرنے کیلئے دعاؤں پر زور دو

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے یوم تحریک جدید کے جلسہ میں دعا کے متعلق تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

تحریک جدید کے ماتحت جو مطالبات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت سے کئے ہیں۔ ان میں سے سب سے اہم مطالبہ دعا کا ہے۔ جس میں جماعت کا ہر فرد شامل ہوسکتا ہے۔ وہ لوگ جو اپنی کسی کمزوری کے باعث دوسری تحریکات میں حصہ نہیں لے سکتے۔ اور وہ جنہوں نے حصہ لیا وہ تمام کے تمام اس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ پھر دعا ایسی چیز ہے۔ جس کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کرسکتی۔ اور جو اس سے صحیح طور پر کام لینے والے ہوتے ہیں۔ وہ کسی صورت میں بھی دوسروں سے کم نہیں رہتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے جو لوگ کسی فن میں بڑھ جاتے ہیں وہ بخل کرنے لگ جاتے ہیں۔ طبیب اپنے نسخے بتانے میں بخل کرتا ہے۔ عالم اپنا علم دوسرے کو سکھانے میں بخل کرتا ہے۔ غرضیکہ ہر ہنر اور ہر فن جاننے والا شخص اپنا ہنر اور فن دوسروں کو بتانے اور سکھانے میں بخل کرتا ہے مگر میں کسی چیز میں بخل نہیں کرسکتا ہوں۔ اگر میں بخل کو جائز سمجھتا تو میں صرف دعا کی حقیقت اور اس کی لذت بیان کرنے میں بخل سے کام لیتا کیونکہ اس سے بڑھ کر نعمت مجھے اور کوئی نظر نہیں آتی۔

پس دعا کا مطالبہ کوئی معمولی مطالبہ نہیں دعا بڑی بھاری قوت رکھتی ہے۔ جس سے مشکل سے مشکل کام تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ دنیا میں کوئی کام نہیں جو دعا کے ذریعے نہ ہوسکتا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ دنیا دار الاسباب ہے۔ اور اسباب کا مہیا کرنا ضروری ہے مگر ان اسباب پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اور دعا پر کرنا چاہیئے۔ یہ سبق ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی سے پورے طور پر ملتا ہے۔ آپ لوگوں کی ہدایت کے لئے کتابیں لکھتے تھے اشتہارات شائع کرتے تھے لیکچر دیتے تھے مگر آپ کو ان پر بھروسہ اور اعتماد نہ ہوا کرتا تھا بلکہ آپ کا بھروسہ اور اعتماد دعا پر ہوتا تھا اور آپ لوگوں کے لئے ہر وقت دعا کرتے رہتے تھے۔ مثال کے طور پر میں آپ کی زندگی کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ ایک شخص جس کا نام عبد الغفور تھا آریہ ہوگیا اور اس کا نام دھرم پال رکھا گیا۔ اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام اس نے ترک اسلام رکھا اس کتاب سے بہت شور پڑ گیا۔ ہندوؤں نے اس میں اپنی کامیابی دیکھی اور مسلمان گھبرا گئے کہ ایک مسلمان آریہ ہوگیا اور اس نے اسلام کے خلاف کتاب شائع کی ہے۔ اس زمانہ کے اخباروں نے اس کے متعلق بہت کچھ لکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھی اس کتاب کا ایک نسخہ آیا۔ آپ نے پڑھا اور اس کا جواب لکھنے کے لئے حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اولؓ کو ارشاد فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ جس قدر جواب لکھتے۔ رات کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنایا جاتا۔ سنانے پر چونکہ میں مقرر تھا۔ اس لئے مجھے یاد ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مضمون کی بعض جگہ اصلاح بھی کراتے کہیں زیادہ کرتے اور کہیں کم۔ غرضیکہ وہ کتاب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے مکمل کر دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا نام نور الدین رکھا اور وہ شائع ہو گئی۔ تقریباً ایک سال کے بعد میں نے اسی دھرم پال کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کیا تو حضور کو وہ یاد تک نہ تھا۔ اور نہ یہ یاد تھا۔ کہ اس نے کوئی کتاب لکھی۔ جس کا جواب لکھا گیا۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ یہی کہ آپ نے اس فتنہ کے دور کرنے کے لئے ضروری انتظام کیا۔ مگر پھر خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا کہ وہی اسے دور کر سکتا ہے۔

آج کل یورپ یا دیگر ملکوں کے موجد جو نئی بات دریافت کرتے ہیں وہ بھی اصل میں دعا کا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ دن رات ایک طرف اپنی توجہ کو لگائے رکھتے ہیں۔ آخر ان کی یہ توجہ دعا کے مرتبہ تک پہنچ جاتی ہے اور وہ اپنے کام میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے ماہروں کی کتابوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جب کسی نئی بات کے دریافت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو بعض کئی سال تک سوچتے رہتے ہیں مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ لیکن بعض دفعہ اچانک بیٹھے بیٹھے بات سوجھ جاتی ہے اور جب وہ اس طریق پر عمل کرتے ہیں تو کامیاب ہو جاتے ہیں۔ امریکہ کا مشہور موجد جس کا نام ایڈیسن ہے۔ ایک دفعہ اپنی ایجادات پر لیکچر دے رہا تھا کہ اس سے کسی نے سوال کیا۔ کیا۔ آپ ان ایجادات کے دریافت کرنے میں اپنی عقل سے کامیاب ہوتے ہیں۔ یا آپ کے دل میں القا کیا جاتا ہے اس نے جواب دیا ان ایجادات میں میری ذات کا کوئی دخل نہیں بلکہ القا کا نتیجہ ہیں مگر جب تک میں ۹۹ پسینوں میں سے گذر نہ جاؤں۔ اس وقت تک القا نہیں ہوتا یعنی اتنی بڑی مشقت کے بعد القا ہوتا ہے۔ یورپ اور امریکہ کے بعض فلاسفر کہتے ہیں۔ خیال خیال تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ یہ بھی دوسرے عملوں کی طرح ایک عمل ہے۔ کیونکہ اس کا آخر میں نتیجہ رونما ہوتا ہے۔ اور جس چیز کا نتیجہ نکلا کرتا ہے وہ عمل ہوا کرتا ہے۔ پس جب خدا تعالیٰ کی طرف کامل توجہ کی جائے۔ اور انسان کلیتہً اس کے آگے اپنے آپ کو ڈال دے تو پھر اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے انسان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد خدا تعالیٰ کو پانا ہے اسلام نے نماز کا حکم دیا ہے تو اسی مقصد کے لئے۔ اسلام کی نماز دیگر مذاہب کی عبادتوں کی طرح نہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک ہندو راجہ جب پوجا کیا کرتا تھا تو اس کا ایک وزیر اس وقت اس سے کاغذوں پر دستخط کروایا کرتا تھا۔ گویا یہ لوگ عبادت میں دوسرے کام بھی کر لیتے ہیں حالانکہ وہ عبادت ہی کیا۔ جس میں دوسرے کام بھی کئے جائیں عیسائی گرجا میں عبادت کرتے وقت ایک دوسرے کو اشارے کرتے رہتے ہیں مگر اس سے ان کی عبادت میں خلل واقع نہیں ہوتا۔ لیکن مسلمانوں کی عبادت ایسی ہے کہ وہ جب نماز کے لئے کھڑے ہو کر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتے اور اللہ اکبر کہتے ہیں۔ تو پھر کسی سے گفتگو نہیں کر سکتے۔ کسی کو اشارہ نہیں کر سکتے۔ کوئی اور کام نہیں کر سکتے کانوں پر ہاتھ رکھنا گویا اس بات کا نشان ہوتا ہے۔ کہ ہم نے دنیا کے تمام کاموں کو خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیا ہے غرض نماز کیا ہے دنیا سے انقطاع کا نام ہے یہ انقطاع انسان ایک دن میں پانچ دفعہ اختیار کرتا ہے اور جب انسان نماز سے فارغ ہو کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے واپس دنیا میں آگیا۔ پس دعا کرتے وقت انسان کو کلیتہً خدا تعالیٰ کے آستانے پر گرے رہنا چاہیئے۔ اور بالکل گداز ہو جانا چاہیئے۔ چونکہ کچھ عرصہ سے ہم پر دشمن چاروں طرف سے حملہ آور ہو رہے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ دعاؤں پر بہت زور دیں۔ اور کسی وقت اس سے غافل نہ رہیں۔ کیونکہ دعا کامیابی کے لئے ایسی چیز ہے۔ جس سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں۔

ایک غلطی کے متعلق اظہار افسوس

۲۷ مئی کے الفضل میں شائع ہوا تھا۔ کہ پنڈی بھٹیاں کا ایک غیر احمدی مباہل مسمی "دوست محمد" بھیرا نے شادی کر کے طلاق دیدی ہے۔" یہ خبر غلط فہمی کی بنا پر غلط شائع ہوگئی۔ جس کا مجھے از حد افسوس ہے۔ اصل میں یہ واقعہ اس کے بھائی شیخ فضل کریم صاحب کی شادی کے متعلق تھا۔ چند ماہ کے بعد انہوں نے طلاق دیدی تھی اور اس واقعہ کو قریباً ۲ سال کا عرصہ ہوگیا ہے۔ جس کا مباہلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے میں اس بے بنیاد خبر کی تردید کرتا ہوں۔

سکھوں کے لئے خطرے کا الارم

(از جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور)

ہر ایک قوم کو حق ہے۔ کہ جس قوم کے ساتھ اتحاد کرنے میں وہ اپنا فائدہ سمجھے کرے۔ مگر اس اتحاد میں اس کو یہ ضرور دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ کیا کہیں اس سیاسی اتحاد میں اس کے تمدن اور مذہب پر تو اثر نہیں پڑ رہا۔ اگر ایسا ہو تو یقیناً وہ قوم صریح خسارہ میں رہے گی۔ کیونکہ اس رنگ میں اس قوم کا امتیاز جاتا رہیگا اور وہ دوسری قوم میں جذب ہو جائے گی اس وقت سکھوں کا اتحاد ہندوؤں سے ہو رہا ہے۔ ہمیں کوئی حق نہیں۔ کہ ان کے اس اتحاد پر معترض ہوں۔ کیونکہ ہر ایک قوم اپنے نفع و نقصان کو خود بہتر سمجھتی ہے۔ مگر اس اتحاد میں سکھ تمدن اور سکھ مذہب پر جو اثر پڑ رہا ہے۔ سکھوں کی خیر خواہی نے مجھے مجبور کیا ہے۔ کہ میں قبل از وقت اپنے سکھ بھائیوں کو خبردار کر دوں۔ پونہ کے ایک جلسہ میں ۲۹ر جون کو جگت گورو شنکر اچاریہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ سکھ ہندو ہیں۔ اگر یہ معاملہ اس حد تک رہتا تو چنداں مضائقہ نہ تھا۔ مگر یہ معاملہ اس سے آگے جاتا ہے۔ وہ یہ کہ نہ صرف یہی کہ سکھوں کی طرف سے اس وقت تک اس کی کوئی تردید نہیں ہوئی۔ بلکہ علانیہ سکھوں نے ہندو مذہب کی طرف اپنا قدم اٹھانا شروع کر دیا ہے۔ یہی بات ہے جس کا نتیجہ میں سکھوں کے حق میں خوشگوار نہیں دیکھتا۔ ۳۰ جون کا پرتاپ لکھتا ہے

امرتسر کے ایک گوردوارے کے جتھے دار صاحب سنگھ نے اپنے ہاتھ سے گوردوارے کا دروازہ کھولا۔ اور اکھنڈ پاٹھ شروع کر دیا۔ اور گوردوارہ کو دودھ کی کچی لسی اور گنگا جل سے باقاعدہ دھویا گیا۔ گویا گنگا جل کو گوردوارے کی پاکیزگی کے لئے استعمال میں لایا گیا ہے۔ حالانکہ سکھ مذہب میں گنگا جل کی کوئی عظمت نہیں۔ وارن بھائی گورداس جی میں لکھا ہے

گنگا بنارس ہندواں .....
گھر گھر بابا گاویئے وجن تال مردنگ رباب

یعنے گنگا اور بنارس تو ہندوؤں کے لئے ہے۔ اور سکھوں کے لئے ہری کیرتن یعنے حمد الٰہی ہی زیبا اور ضروری ہے۔ نہ صرف گنگا ہی بلکہ دوسرے کہلانے والے مقدس دریاؤں اور مقدس تیرتھوں کے لئے بھی سکھ مذہب میں کوئی جگہ نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے

سرسری سرستی جمنا وگوداوری
گیا پراگ سیت کورکھیت مانسر ہے
کاشی کانتی دوارتی مایا متھرا ایودھیا
گومتی اونتکا کیدار ہمدر ہے
نربدا بیودھا بن دبو ستھل کیلاش
نیل مندرہ چل سمیر گر ورہے
تیرتھ ارتھ ست دھرم دیا سنتوکھ
سری گور چرن اج تل نہ سکھرہے
(وارن بھائی گورداس جی)

اس جگہ ہندوؤں کے مقدس دریاؤں اور مقدس مقامات کے متعلق سکھوں کی واجب الاحترام ہستی بھائی گورداس جی نے جس رائے کا اظہار کیا ہے۔ میں اس کا ترجمہ دینا بھی پسند نہیں کرتا۔ اس تعلیم کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے۔ کہ سکھ مذہب میں گنگا جمنا وغیرہ کے لئے کوئی قابل احترام جگہ ہے۔ اسی لئے مجھے امرتسر کے سکھوں پر رہ رہ کر تعجب آرہا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے گوردوارہ کی طہارت کے لئے گنگا جل کا استعمال کیوں کیا۔ کیا یہ سکھ ہندو اتحاد کا نتیجہ نہیں۔ یقیناً یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ اور ابھی تو ابتدائے عشق ہے ؂

پھر آد گرنتھ ماجھ محلہ پہلا میں یہ صاف لکھا ہے۔ کہ ؂

اٹھیک تیرتھ جے جتن کرے
تاں انتر کی ہوامے کدی نہ جائے

یعنے اگر لاانتہا تیرتھوں کے درشن وغیرہ کئے جائیں۔ تو بھی اطمینان قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔

پھر دھناسری محلہ پہلا میں لکھا ہے کہ ؂

تیرتھ نہائے نہ اترس میل
کرم دھرم سب ہومے پھیل

یعنے تیرتھوں (ہندوؤں کے مقدس مقامات) پر نہانے سے دل کی میل دور نہیں ہو سکتی اور نہ ہی دل دنیوی ملونیوں سے پاک ہو سکتا ہے۔

اب ان اقوال کی موجودگی میں سکھ مذہب میں ہندوؤں کے تیرتھوں اور مقدس دریاؤں کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ علاوہ ازیں اگر ہم بغور سکھ کتب کا مطالعہ کریں۔ تو اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کے کسی عقیدہ کے لئے بھی سکھ مذہب میں کوئی جگہ نہیں۔ مثلاً "وید سمرتی پران" "چھوت چھات" "جنیو" "مورتی پوجا" "اوتار" "گئو پوجا" وغیرہ وغیرہ ہندوؤں کا بیشتر حصہ ویدوں کا معتقد ہے۔ ویدوں کے متعلق شری گرنتھ صاحب سورٹھ محلہ تین میں یہ لکھا ہے ؂

پنڈت میل نہ چوکئی جے وید پڑھے جگ چار

یعنے اے پنڈت تمہارا دل گناہوں کی آلائش سے صاف نہیں ہو سکتا۔ خواہ شروع دنیا سے لے کر آخر دنیا تک ویدوں کو پڑھتا رہے۔

پھر ملار محلہ تین میں لکھا ہے ؂

پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کا ابھیاس
ہرنام چت نہ آوے نہ نج گھر ہوے باس

یعنے رشی اور منی بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے۔ اور معرفت الٰہی حاصل نہ کر سکے۔ پھر شری گورو گرنتھ صاحب امرکلی محلہ پانچ میں لکھا ہے۔

مہما نہ جانے وید برہما جانے بھید
اوتار نہ جانے انت پرمیشور پاربرہم بے انت

یعنے وید اللہ تعالےٰ کی تعریف سے عاجز برہما خدا کے راز سے قاصر اور اوتار خدا کی کنہ سے تہی دست۔

چھوت چھات ہندوؤں کے ہاں چھوت چھات کا عقیدہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اور ان کے ہاں چار ورن (گروہ) کی تقسیم ہے۔ مگر سکھ مذہب اس کا حامی نہیں۔ آد گرنتھ آسا محلہ پہلا میں لکھا ہے۔ کہ ؂

خصم وسارے تے کم ذات۔ نانک ناوے باجھ سنات

ترجمہ۔ خصم پنجابی زبان میں خداوند اور مالک کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔ اس جگہ خصم سے مراد اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔ یعنی گرنتھ صاحب کی تعلیم ہے کہ خدا سے مونہہ موڑنے سے ذات کم ہوتی ہے۔ جو خدا کے ہو جاتے ہیں انہی کی ذات اعلےٰ ہوتی ہے۔ پھر گرنتھ صاحب گاؤڑی محلہ میں لکھا ہے ؂

گرنتھ واس میں کل نہیں جاتی
برہم بندتے سب اتپاتی
کہورے پنڈت باہمن کب کے ہوئے
باہمن کہے کہے جنم مت کھوئے
جو تو براہمن براہمنی جایا
تو آن باٹ کاہے نہیں آیا
تم کت براہمن ہم کت سوت
ہم کت لہو تم کت دودھ

یعنے اے براہمن تو جو اپنی ذات پر فخر کرتا ہے۔ یہ نامناسب ہے۔ کیونکہ بنی نوع انسان کی پیدائش خدا نے ایک ہی طریق پر کی ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ یعنی خدا نے تم سب کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا ہے۔ پس جب ایسی صورت ہے۔ تو ذات پر اترانا بے فائدہ ہے۔ سوائے برہمن اس بات پر غور کر کہ تم میں کونسا ذاتی تقدم ہے۔ جو تو اپنی ذات پر اس قدر اتراتا ہے۔ وہ کونسی بات ہے جو تمہیں فوقیت دیتی ہے اور ہمیں کمتر بناتی ہے۔ ہمارے رگ و ریشہ میں تو خون دوڑتا ہے۔ کیا تمہاری شرائن اور ناڑیوں میں دودھ دورہ کرتا ہے۔ ان اقوال کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے۔ کہ سکھ دھرم ہندوؤں کے عقیدہ چھوت چھات کا حامی ہے۔

جنیو ہندوؤں کے ہاں زنار کی رسم ہے اور اسے صرف براہمن کشتری اور ویش ہی پہن سکتے ہیں۔ شودر کو کوئی حق نہیں۔ ہندوؤں کے اس عقیدہ کے متعلق آد گرنتھ وار آسا محلہ پہلا میں لکھا ہے۔ ؂

دیا کپاہ سنتوکھ سوت جت گنڈی ست وٹ
اِہ جنیؤ جیو کا ہئی تاں پانڈے گھت
نہ اِہ ٹوٹے نہ مل لگے نہ اِہ جلے نہ جائے
دھن دھنس مانس نانک جو گل چلے پائے

یعنے گرنتھ کا ارشاد ہے اس تاگے کے زنار

سے کیا فائدہ ہمیں ایسا زنار چاہیئے جس کے لئے مہربانی کی کپاس ہو۔ صبر کا دھاگہ تقوے کی گرہیں اور پرہیزگاری کا بٹ اگر ایسا جنیؤ ہو تو ہم پہننے کے لئے تیار ہیں۔ ورنہ بے فائدہ۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ سکھ مذہب ہندوؤں کی رسم زنار کا حامی نہیں ؛

مورتی پوجا۔ اب رہا مورتی پوجا کا سوال ہندو مذہب کا بیشتر حصہ مورتی پوجا کا حامی ہے۔ مگر سکھ دھرم اس کا روادار نہیں۔ جیسا کہ گرنتھ صاحب وار بہیا گرا محلہ پہلا میں لکھا ہے۔ ؎

ہندو موئے بھولے اکھٹی جاہیں
نارد کہیا سے پوج کرائیں
اندھے گونگے اندھ اندھار
پاتھر لے پوجے مگد گنوار
او جے آپ ڈبے تم کہاں تارن ہار

اس جگہ گرنتھ نے مورتی پوجا اور ہندوؤں کے لئے ایسا فتوے دیا ہے کہ میں اس کا ترجمہ کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتا۔ صرف اسی پر اکتفا کرتا ہوں کہ مورتی پوجا اور ہندوؤں کے لئے اس سے زیادہ مذموم رائے کا اظہار نہیں ہو سکتا۔

اوتار۔ اب رہا اوتار کا سوال۔ ہندوؤں کا بیشتر حصہ اوتار کا قائل ہے۔ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ جب دنیا میں گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں۔ تو خدائے برتر بجائے کسی برگزیدہ کو بھیجنے کے خود انسانی قالب میں جنم لے کر دنیا کو گناہوں سے پاک کرتا ہے۔ اس کے متعلق گرنتھ صاحب راگ گلی محلہ پانچ میں لکھا ہے۔ ؎

اوتار نہ جانے انت
پرمیشور پار برہم بے انت

یعنے کہلانے والا اوتار خدا کے بھیدوں کو نہیں پا سکتا۔ کیونکہ وہ ہستی وراء الوراء اور بے انت ہے۔ آگے گرنتھ صاحب بھیروں محلہ پانچ میں لکھا ہے ؎

سو مکھ جلو جت کہے ٹھاکر جونی

یعنے وہ مونہہ کیوں نہیں جل جاتا۔ جو یہ کہتا ہے۔ کہ خدا نے انسانی قالب اختیار کیا ؛

گئو پوجا۔ ہندوؤں کے ہاں گئو پوجا کا عقیدہ اظہر من الشمس ہے۔ اس میں سناتنی بھی شامل آریہ بھی۔ دیوسماجی۔ برہمو سماجی اور جین وغیرہ بھی۔ مگر سکھ مذہب اس کے خلاف ہے۔ رہت نامہ بھائی چوپا سنگھ میں لکھا ہے۔ کہ

" باورچی خانہ میں تو گائے کے گوبر کے اوپلے جلانے چاہئیں۔ اور نہ ہی گائے کے گوبر سے چوکا لیپنا چاہیئے چنانچہ جہاں گائے کے گوبر کا پوچا دیا جائے واقف کار سکھ اسے ناپاک سمجھتے ہیں۔ اب یہ بات ہندوؤں کے وطیرہ کے بالکل برعکس ہے۔ ہندوؤں کے نزدیک گائے کا گوبر اور پیشاب پاک اور اس کے ذریعہ ناپاک پاک ہو جائیں۔ مگر سکھوں کے نزدیک یہ ناپاک اور اس کے ذریعہ پاک ناپاک ہو جائیں ہر دو عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور پھر سکھوں کا طریق کار بھی اس کا حامی نہیں۔ سکھ ایجوکیشنل کانفرنس سیالکوٹ کے موقعہ پر جب ہندوؤں کے مقامی کارکنوں کو یہ معلوم ہوا۔ کہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ کا جلوس جو اس کانفرنس کے صدر مقرر کئے گئے تھے گئوشالہ کی طرف سے نکلے گا۔ تو کارکنوں نے گئوشالہ کی عمارت کو خوب سجایا۔ جھنڈیاں وغیرہ خوب لگائیں لیکن جب گئوشالہ کی منتظم کمیٹی کے پنچ ہنڈیاں ... لے کر کانفرنس میں سکھوں سے گئوشالہ کے لئے دان مانگنے گئے۔ تو ان کو کانفرنس سے باہر نکال دیا گیا۔ اور سکھوں نے کہا کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔ اس لئے ہم پر گئو رکھشا واجب نہیں ہے "

(اخبار ہندوستان اپریل ۱۹۱۲ء)

اسی طرح سکھوں کا اردو اخبار لائل گزٹ (شیر پنجاب) اپنے ۷ فروری ۱۹۱۵ء کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ " سکھ ہندوؤں کی طرح گئو پرست نہیں ہیں "۔ اب صاف ظاہر ہے کہ ہندوؤں کے کسی عقیدہ کا بھی سکھ مذہب حامی نہیں۔ مگر یہ ہندو سکھ اتحاد کی پہلی قسط ہے۔ کہ سکھوں نے باوجود اپنے گرنتھ صاحب کی ممانعت کے گنگا جل کو نوازا۔ اور اگر یہی حالت رہی تو کچھ تعجب نہیں۔ وید سمرتی پران چھوت چھات۔ تیرتھ یاترہ جنیؤ۔ مورتی پوجا۔ اوتار وغیرہ کی باری بھی آجائے۔ اس سے سکھ قوم اپنے امتیاز کو کہاں تک قائم رکھ سکیگی اس پر سکھوں کے سرکردہ لوگوں کو ضرور غور کرنا چاہیئے۔ اگر ابھی سے اس کا سدِ باب نہ کیا گیا۔ تو یقیناً یہ اتحاد سکھوں اور سکھ مذہب کے لئے مہنگا پڑے گا۔ اور آہستہ آہستہ سکھ قوم ہندو قوم میں جذب ہو جائے گی۔ کیونکہ بڑی چیزیں چھوٹی چیز کا جذب ہو جانا۔ جبکہ وہ اس جذبیت کے لئے دانستہ یا نادانستہ طور پر خود بھی اسباب مہیا کر رہی ہو تعجب کی بات نہیں ؛

اگر سکھوں نے ہندوؤں سے اتحاد رکھنا ہی ہے۔ تو بہتر ہے کہ وہ اس اتحاد کو صرف سیاسی حد تک محدود رکھیں۔ مگر اس سے آگے قدم لے جانا سکھ مذہب اور سکھ تمدن کے لئے کبھی بھی نیک نتائج پیدا نہیں کر سکتا۔ اور اس امر پر سکھ دانشمندوں کو ابھی سے فکر کرنی چاہیئے۔ ورنہ کچھ وقت گزر جانے کے بعد اس کی روک بہت مشکل اور یہ روگ لاعلاج ہو جائے گا۔

میں نے صرف سکھوں کی ہمدردی کے لئے یہ لکھا ہے۔ ورنہ ذاتی طور پر سکھ اگر ہندوؤں سے علیحدہ رہیں۔ یا ہندوؤں میں مل جائیں مجھے کیا نفع یا نقصان ہو سکتا ہے ؛

احمدیت یا حقیقی اسلام انگریزی کا

دوسرا ایڈیشن

نہایت سستا اور عمدہ شائع کیا جا رہا ہے۔ چونکہ ہمارا مقصد کثرتِ اشاعت ہے۔ اس لئے اس کی قیمت میں حیرت انگیز رعایت کر دی گئی ہے۔ اسی کتاب کی قیمت پہلے ساڑھے تین روپیہ تھی۔ مگر اب صرف ۱۴ آنہ یا اس سے بھی کچھ کم ہو گی۔ احباب کرام اور جماعتوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ اس بے نظیر اور روح پرور کتاب کو انگریزی دنیا میں کثرت سے پہونچائیں۔ طباعت کا اصل یہ ہے۔ کہ جس قدر زیادہ تعداد میں کتاب چھپائی جائے اتنی ہی ارزاں پڑتی ہے اس لئے احباب جلد سے جلد تعاون فرمائیں ہم جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی مالی مشکلات کے باوجود ایک ہزار کاپی کا آرڈر ارسال فرمایا ہے ؛

سکرٹری صیغہ تجارت دعوۃ و تبلیغ ہائے بیرون ہند

اعانت الفضل کا شکریہ

جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے پسر سید مقبول احمد صاحب کا نکاح خان عبد المجید خان صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ریٹائرڈ کپورتھلہ کی صاحبزادی صادقہ بیگم صاحبہ سے پڑھے جانے کی اطلاع گذشتہ پرچہ میں دی جا چکی ہے۔ اس تقریب پر ڈاکٹر صاحب موصوف نے تین ماہ کے لئے اخبار الفضل کسی مستحق کے نام جاری کرانے کے لئے [illegible]

راولپنڈی میں احرار کا مسلح پولیس کی حفاظت میں جلسہ

یکم جولائی۔ ساڑھے چھ بجے کے قریب احرار کا ایک جلسہ نیا محلہ کے میدان میں منعقد ہوا۔ جس میں مشہور بدزبان جانباز نے جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت اشتعال انگیز نظم پڑھی۔ اس کے بعد مسٹر مظہر علی نے تقریر کی تقریر کیا تھی۔ اس کے متعلق اتنا کہنا ہی کافی ہے۔ کہ بے تکی باتوں کا مجموعہ تھا۔ عوام الناس تقریر سے سخت برانگیختہ ہو گئے۔ چونکہ پولیس کے جلسہ کے میدان میں اسکو بیس آدمی موجود تھے۔ جو بندوقوں اور لاٹھیوں سے مسلح تھے۔ اس لئے خاموشی رہی۔ اور مسٹر مظہر علی نے تمام تقریر شہید گنج کے بارے میں کی۔ جس میں اس نے اتحاد ملت والوں کو بری طرح سے کوسا اور نرالے ڈھنگ سے ووٹوں کا مطالبہ کیا۔ جونہی تقریر ختم ہوئی۔ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ اس سے بڑھ کر ہم نے جھوٹا اور دروغ گو مولوی کوئی نہیں دیکھا۔ حاضری جلسہ دو سو اڑھائی سو کے درمیان تھی۔

رات کو نیلی پوشوں کا جلسہ ہوا جس میں انہوں نے احرار کی غداری کا پردہ چاک کیا۔ اس جلسہ میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ موجود تھے۔ تقریر کرنے والوں نے بالوضاحت ثابت کیا۔ کہ احرار رنگڑوں کی ٹولی کا نام ہے۔ جو مختلف شکلیں بدل کر مسلمانوں کو لوٹتی رہتی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ ان سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھیں۔ یہ صرف ووٹوں کی غرض سے اب پھر رہے ہیں۔ اور سکھوں اور حکومت کے بل بوتے پر مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔

خاکسار۔ فضل عظیم سیکرٹری نیشنل لیگ راولپنڈی

مولوی ظفر علی صاحب سے احرار کا ناروا سلوک

۲ر جولائی۔ مولوی ظفر علی صاحب اور ملک لال خان صاحب نے مسجد افغاناں جہلم میں چند شہر کے مسلمانوں کو جمع کیا۔ اور ان سے مختصر گفتگو کی۔ جس میں کہا کہ ہم مسجد کو کونسلوں میں ہی جا کر واگذار کرا سکتے ہیں۔ چند احرار نے گڑبڑ ڈال دی۔ اور تُو تُو۔ میں میں تک نوبت پہنچ گئی۔ مولوی ظفر علی صاحب بے چارے ڈر کے مارے کانپ رہے تھے۔ اور لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہہ رہے تھے کہ میں مسافر ہوں۔ تمہارا مہمان ہوں۔ مگر آپ لوگ میری بے عزتی کر رہے ہیں۔ اور مجھے مارنے کو تیار ہیں۔ مولوی صاحب کی اس گھبراہٹ میں ایک احمدی دوست نے مولوی صاحب کو تسلی دی۔ اور کہا آپ بے فکر رہیں کوئی آدمی آپ پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔ اس سے مولوی صاحب کو اطمینان حاصل ہوا۔ اور ان کی گھبراہٹ دور ہوئی۔ چونکہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ جسے مظلوم سمجھے اس کی حتی الامکان مدد کرے۔ خواہ وہ ہمارا دشمن ہی ہو۔ اس لئے اس موقع پر مولوی صاحب کو احرار کے نرغے میں گھرا ہوا دیکھ کر ان کی مدد کی گئی۔

(نامہ نگار)

ایک تبلیغی دورہ کے متعلق اعلان

مولوی فضل الرحمٰن صاحب سامانوی ریاستہائے پھلکیاں ضلع کرنال۔ ضلع انبالہ میں تبلیغ کرنے کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ تمام احباب ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کر کے شکریہ کا موقع دیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر

مؤلفہ

مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل۔ بی مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی

...القرآن یعنی اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن

...امام فہم عبارت میں واضح کیگئی ہے۔ قرآن کریم کے ایک مقام کو ...م سے حل کیا گیا ہے۔ تشریح لغت مکمل طور پر دی گئی ...کی مستند کتب مفردات امام راغب۔ لسان العرب۔ ...وس کی بنا پر ترجمہ و تفسیر کیا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات ...یا گیا ہے ۲۹×۲۲ سائز کے نو ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔

...ل تفسیر مجلد ۲ عایتی قیمت مجلد
...بیجلد ۲ بیجلد

حمائل شریف مترجم اردو معہ حواشی

یہ حمائل حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ ترجمہ بین السطور اور حاشیہ پر مختصر تفسیری نوٹ درج کئے ہیں۔ حضرت مولانا کی تفسیر بیان القرآن اسقدر مقبول ہوئی کہ لوگوں نے اسکا ایک مختصر ایڈیشن نکالنے کی فرمائش کی تاکہ یہ ترجمہ ہر طبقہ کے آدمی تک پہنچ سکے۔ کاغذ لکھائی۔ چھپائی نہایت اعلیٰ

اصل قیمت مجلد ـ ـ رعایتی قیمت مجلد
بیجلد ـ بیجلد
حنائی کاغذ ـ حنائی کاغذ

...الباری (حصہ اول) یعنی ترجمہ و تفسیر صحیح بخاری

بخاری شریف کی کتابوں اور بابوں اور مضامین کو اس طرح رکھا گیا ہے ...ہوگیا ہے۔ ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اس کے ماتحت رکھا گیا ...قسم کے اعتراضات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ مکرر احادیث جب پہلی مرتبہ آجاتی ہیں یا جو غیر مکرر ہوتی ...پر ترتیب وار نمبر دیئے گئے ہیں جو اصل نمبر ہیں۔ پہلی جلد ۲۹×۲۲ سائز کے قریباً ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ...اصل حدیث کے چودہ پارے آچکے ہیں۔ اصل قیمت مجلد ـ رعایتی ـ
بیجلد ـ
محصولڈاک علاوہ

مکمل فہرست کتب طلب کرنے پر مفت روانہ کی جاتی ہے۔

ملنے کا پتہ

مینیجر دارالکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی علی محمد۔ محمد یار و غلام محمد ولد برخوردار ذات کھوکھر سکنہ ندا گھر تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۸/۸/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۰/۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی جہانہ خان ولد محمد خان ذات بلوچ سکنہ کوٹلہ احمد تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری

ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۸/۸/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ۔ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکورہ کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۰/۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ

مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ انجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی فضلا ولد سید خان ذات گگڑا سکنہ بھوآنہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۹/۸/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۰/۶/۳۶

دستخط خان بہادر میاں غلام رسول صاحب چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

جنیوا ۱؍جولائی۔ شاہ نجاشی نے جمعیۃ اقوام کی اسمبلی کے سامنے قراردادیں پیش کر دی ہیں اول۔ لیگ کی رکن حکومتیں معاہدہ کے مطابق مجھے ایک کروڑ روپیہ قرض دیں۔ دوم۔ لیگ اس امر کا اعلان کر دے۔ کہ حبشہ پر اطالوی قبضہ تسلیم نہ کیا جائیگا۔ لیکن امید نہیں کہ اسمبلی ان کو منظور کرے۔

واشنگٹن ۴ جولائی۔ ہر طرف سے خشک سالی کی خبریں موصول ہونے کی وجہ سے حکومت نے امداد کی تجویز مرتب کر لی ہے حکام نے اب کاشتکاروں کو اجازت دیدی ہے کہ وہ زر مالیہ ادا کرنے کے خیال کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پوری طرح سے کاشتکاری کا کام کریں

لنڈن ۴ جولائی۔ لنڈن کے ایک جلسہ میں مسٹر بالڈون نے حبشہ اور اطالیہ کے قضیہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ اگر میں یورپ کی دوسری حکومتوں کی طرح اپنے لوگوں کو جنگ کی تباہی سے الگ رکھنے کے لئے کوئی مناسب لائحہ عمل تجویز کر دوں۔ تو میں بزدل کہلانے کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا۔

لنڈن ۴ جولائی۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ امسال آئی سی ایس کے امتحان میں شامل ہونے والے امیدواروں کی تعداد ۳۹۳ ہوگی جن میں ۸۴ ہندوستانی ہونگے۔

نئی دہلی ۴ جولائی۔ کل نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد دہلی میں مسلمانوں کی دو جماعتوں میں زبردست لڑائی ہوئی۔ جس میں لاٹھیوں اور چھتریوں کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ مقامی احراریوں کے صدر نے اپنی تقریر میں نمازیوں کے ساتھ امام کے سلوک کی مذمت کی جس سے مسلمان مشتعل ہو گئے۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔

شملہ ۴ جولائی۔ ہز میجسٹی باجلاس کونسل نے آئین نو کے نفاذ کے لئے یکم اپریل ۱۹۳۷ء کی تاریخ مقرر کی ہے۔ اس دن سے فیڈریشن کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ برما اور عدن کو ہندوستان سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔

جنیوا ۱؍جولائی۔ کل لیگ اسمبلی کی کارروائی جاری تھی۔ کہ یکایک پریس کے ایک فوٹوگرافر (باشندہ زیکو سلاویہ) نے جو نمائندگان پریس کی گیلری میں بیٹھا ہوا تھا۔ اپنی نشست سے اٹھ کر اپنے تئیں ریوالور سے گولی کا نشانہ بنا لیا اور گرنے سے پہلے باآواز بلند کہا۔ "جنٹلمین یہ آخری فیر ہے"۔ اقدام خودکشی کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ اس نے اسمبلی ہال کے میز پر چند خطوط چھوڑے ہیں۔ جن میں سے ایک ملک معظم ایڈورڈ ہشتم۔ ایک مسٹر انتھونی ایڈن ایک ایم کارٹونیل اور ایک پریذیڈنٹ لی برن کے نام ہے۔

جنیوا ۴ جولائی۔ تعزیرات کے متعلق مباحثہ کے دوران میں مسٹر ڈی ولیرا نے لیگ اسمبلی میں کہا۔ یہ بہت تلخ اعتراف ہے کہ مجلس اقوام نے مظلوم حبشہ کو اس کی قسمت پر چھوڑ دیا ہے۔

دربھنگہ ۴ جولائی۔ آج مہاراجہ دربھنگہ کے زیر اہتمام دربھنگہ کے پہلوان پورن سنگھ اور جرمن پہلوان کریمر کے درمیان کشتی ہوئی۔ ۴۰ منٹ کشتی لڑنے کے بعد جرمن پہلوان کو بچھاڑ دیا گیا۔

جنیوا ۴ جولائی۔ خیال ہے کہ اٹلی کے خلاف تعزیرات کو بہت جلدی واپس لے لیا جائے گا۔ مونٹریو کانفرنس میں جو سوموار کو اپنا دوسرا اجلاس شروع کریگی۔ اٹلی اس میں شریک ہو سکے گا۔

جنیوا ۴ جولائی۔ آج لیگ اسمبلی میں مختلف قراردادوں پر جو پیش کی گئی تھیں۔ غور و خوض ہوا۔ شاہ نجاشی کی یہ قرارداد کہ جمعیۃ اقوام حبشہ کو قرض دے۔ ایجنڈا سے خارج کر دیا گیا۔ ان کی دوسری قرارداد کے متعلق بیان جاری کیا جائے گا۔

جنیوا ۴ جولائی۔ شاہ نجاشی نے لیگ سکرٹریٹ کو مطلع کیا ہے کہ گور کے مقام پر سینٹ حبشہ کے صدر مسٹر وولڈ ساڈک کے زیر اہتمام گورنمنٹ حبشہ قائم ہو گئی ہے۔ اور حبشی جرنیل راس عمر فوج کی از سر نو تنظیم کر رہا ہے۔

انگورہ ۴ جولائی۔ انگورہ کے ایک فوجی اجتماع میں علی جواد پاشا وکیل وزارت خارجہ نے ایک پیغام پڑھا۔ جس میں مرقوم تھا۔ کہ گذشتہ دو سالوں سے یورپ کا افق غبار آلود ہے۔ اور اسلحہ کی فراہمی کی جو دوڑ ہو رہی ہے اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ ایک روز قوموں میں تصادم ہو گا۔ ہم مجبور ہیں کہ اپنی جانوں اور اپنے ملک کی حفاظت کے لئے تدابیر اختیار کریں۔ مونٹریو کانفرنس میں جو کامیابی ہمیں حاصل ہوئی ہے۔ اس پر ہمیں بے خود نہیں ہو جانا چاہئے۔ بلکہ اعلان کر دینا چاہئے۔ کہ ترکیہ اپنے دیگر مطالبات کے لئے تن من کی بازی لگا دے گا۔ اور جو حکومت اس پر حملہ کرے گی۔ اسے دندان شکن جواب دیا جائے گا۔

میڈرڈ ۴ جولائی۔ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں سوشلسٹ اور فسطائی پارٹی کے درمیان کئی تصادم رونما ہو چکے ہیں۔ جس میں ریوالوروں اور بموں کا استعمال کیا گیا ایک نئی عمارت کو چار بموں سے تباہ کر دیا گیا گذشتہ شب مزدوروں کے محلہ میں چار بم پھٹ گئے۔ آج ایک ہوٹل میں دو فسطائی قتل کر دئے گئے۔

بمبئی ۴ جولائی معلوم ہوا ہے۔ کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کانگرس کی مجلس عاملہ کا اجلاس ۱۳ اور ۱۴ اگست کو اور آل انڈیا کانگرس کا اجلاس ۱۵ اور ۱۶ اگست کو بمقام بمبئی طلب کیا جائے ان اجلاسوں میں موضوع بحث کانگرس کا انتخابی اعلان ہو گا۔

دہلی ۴ جولائی۔ دہلی میں دھوبیوں اور ٹانگہ ڈرائیوروں کی ہڑتال جاری ہے بلدیہ کے سکرٹری نے ہڑتالی لیڈروں سے گفتگو کی۔ اور ان کو شکایات پیش کرنے کے لئے کہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ٹانگہ ڈرائیوروں کی ہڑتال سے تاجروں کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ آخری اطلاع مظہر ہے۔ کہ دھوبیوں نے ہڑتال ختم کر دی ہے۔ لیکن کہار خاکروب اور دوسرے مزدور ہڑتال کی تیاریاں کر رہے ہیں

استنبول ۴ جولائی۔ ترکیہ اور برطانیہ کے درمیان ایک فوجی معاہدہ کے متعلق گفت و شنید ہو رہی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے یہ معاہدہ صرف دفاعی ہو گا۔ اور دونوں حکومتوں کے بحری بری اور فضائی قوتوں کے تعاون پر مشتمل ہو گا۔

چلی ۴ جولائی۔ چلی کی طرف سے جمعیۃ اقوام میں شامل ہونے والے مندوب کو حکومت چلی کی طرف سے ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ حبشہ اور اطالیہ کے قضیہ کے متعلق ووٹ دینے سے محترز رہے۔ چلی کے وزیر خارجہ نے ایک اعلان میں مواثیق لیگ میں اصلاح کے متعلق چلی کی پالیسی کا اعادہ کیا ہے۔ کہ اگر مواثیق کی عملی طور پر اصلاح نہ کی گئی۔ تو چلی جمعیۃ اقوام سے علیحدہ ہو جائیگا۔

لنڈن ۴ جولائی۔ آج جمعیۃ اقوام نے قضیہ حبشہ سے اپنی توجہ اس نازک صورت حالات کی طرف منعطف کی۔ جو ڈینزگ میں نازیوں کی سرگرمیوں سے پیدا ہو گئی ہے۔ ڈینزگ میں نازی انقلاب کا خطرہ محسوس کیا جاتا ہے۔

شملہ ۴ جولائی "پرتاپ" لکھتا ہے کہ کل پنڈت مالویہ نے ہز ایکسی لنسی وائسرائے سے ملاقات کی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس ملاقات کا ملک کی سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پنڈت جی اپنی آئندہ ملاقات میں ہز ایکسی لنسی پر زور دیں گے۔ کہ وہ مسٹر گاندھی کو ملاقات کے لئے بلائیں۔

لنڈن ۴ جولائی۔ پریوی کونسل نے چار اشخاص کی ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ جو ملک معظم کی ہدایت کے ماتحت رسم تاج پوشی کے انتظامات کرے گی۔

پیرس ۴ جولائی۔ ایک مقامی اخبار رقمطراز ہے۔ کہ نازی جماعت فلسطین کے عربوں کی تحریک آزادی میں رہنمائی کر رہی ہے چنانچہ یافا۔ طول کرم اور نابلس میں جرمن ساخت کے اسلحہ کی ایک بہت بڑی تعداد برآمد ہوئی ہے۔ عربوں کے پاس بھی جرمن ساخت کے اسلحہ کے ذخائر پائے گئے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ یافا میں بہت سے جرمنوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

لنڈن ۴ جولائی۔ مذاہب عالم کی کانگرس جو لنڈن میں منعقد ہو رہی ہے اس کے پہلے اجلاس کی صدارت سر فرانسس ینگ ہسبنڈ نے کی۔ جس میں انہوں نے اعلان کیا کہ انہوں نے ایک پیغام ملک معظم کو بھیجا تھا۔ جس کا حسب ذیل جواب ان کی طرف سے دیا گیا۔ "مجھے

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی